اسلام اور شاعری

☆ ڈاکٹر مرسل فرمان

☆☆ ڈاکٹر یعقوب خان

Islam offers a complete code of life. It covers all aspects of human life. Literature, Art and Aesthetics are all a very crucial part of man's life.

Quran and Hadith have had a revitalizing impact on literature. Besides being the core source of 'the guidance', they are nonetheless significant literary pieces. Our Holy Prophet (PBUH) himself devoted special focus on the development and promotion of various genres of prose like letter-writing, oratory, proverbs, etc. However, poets have been condemned in the Quran. Our Holy Prophet himself has kept a distance from poetry. So interestingly poetry has become a rather controversial literary genre among Muslims.

Therefore in this article we make an effort to see the real Islamic perspective regarding poetry and poet in light of its original and primary sources Quran and Hadith.

اسلام مسلمانوں کا دستور حیات ہے، جس میں مسلمانوں کی زندگی کے ہر پہلو سے متعلق رہنما اصول اور ہدایات موجود ہیں۔ مسلمان ان ہدایات میں موجود احکامات پر عمل پیرا ہوتے ہیں، اور اس کے نواہی سے اجتناب برتتے ہیں۔

ادب بھی چونکہ انسانی زندگی کا ایک اہم شعبہ ہے، تو یقیناً اسلام نے اس کے بارے میں بھی مسلمانوں کی رہنمائی کی ہوگی، جس تک رسائی ہم شریعت اسلامی کے بنیادی مصادر۔ قرآن وحدیث۔ کی طرف رجوع کر کے کر سکتے ہیں۔

☆ لیکچرر، ریسرچ ایسوسی ایٹ، شیخ زاید مرکز اسلامی، جامعۂ پشاور۔

☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ عربک سٹڈیز، یونیورسٹی آف پشاور۔

اسلام اور ادب:

اسلام کے بنیادی مآخذ۔قرآن وسنت۔کی دینی وشرعی حیثیت تو اپنی جگہ،تاہم دونوں مآخذ ادب کے میدان میں بھی نہایت بلند مقام رکھتے ہیں۔اسلام نے اپنے ظہور کے بعد سے ہی ادب کو خاطر خواہ توجہ دی، یہی وجہ ہے کہ ظہور اسلام سے نہ صرف ماقبل از اسلام ادب محفوظ ہوا، بلکہ اسلام کے بعد کے ادب کی ترقی کو بھی چار چاند لگ گئے۔

اگر قرآن نے ادباء وشعراء کی زبانیں گنگ کر دیں تو رسول اللہؐ نے انھیں بولنے پر ابھارا۔بطورِ شارحِ قرآن آپؐ نے شعراء وادباء کو بتایا کہ قرآن کا مقصد لوگوں کو خاموش کروانا نہیں، بلکہ بولنا سکھانا ہے۔(۱)

دعوت وتبلیغ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے کاموں کی ادائیگی کے لئے آپؐ نے ادب کی مختلف اصناف میں خوبصورتی سے طبع آزمائی کی،جس کی بدولت 'ادب' کی دینی وشرعی حیثیت تو مسلمہ ہوگئی،تاہم ادب کی جن اصناف میں آپؐ نے طبع آزمائی کی تھی،مثلاً (خطبہ،مثل،قصہ،وغیرہ)،وہ ساری کی ساری نثر سے تعلق رکھتی تھیں۔لہذا آپؐ کے اس عمل سے ایک طرف تو نثر کی مذہبی حیثیت کی وضاحت ہوئی،لیکن شعر سے آپؐ کے اجتناب، نیز قرآن میں شعر وشعراء کی مذمت میں وارد شدہ بعض آیات کی وجہ سے ادب کی اس دوسری بڑی جنس (یعنی شعر) کی حیثیت نزاعی واختلافی ہوگئی۔

شعر کے بارے میں اسلام کا مؤقف جاننے کے لئے ضروری ہے کہ شعر سے متعلق قرآن وحدیث کا مؤقف معلوم کیا جائے۔

قرآن اور شعر:

قرآن نے (شعر) کے متعلق ایک آیت، جبکہ (شعراء) کے بارے میں پانچ آیات میں اشارہ کیا ہے۔(۲) جسکی تفصیل درج ذیل ہے:

لفظ (شعر) سورۂ یاسین میں آیا ہے، جو درج ذیل ہے:﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ﴾(۳) یعنی ''نہ تو ہم نے اس پیغبر کو شعر سکھائے اور نہ یہ اس کے لائق ہے''۔

اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ جب مشرکین نے سننے والوں کے دلوں پر قرآن کا یہ اثر دیکھا تو انھوں نے اعتراض کیا کہ قرآن کی یہ تاثیر شعر کی تاثیر جیسی ہے، نہ کہ یہ کوئی مافوق کلام ہے۔(۴)

تو اللہ تعالی نے مشرکین کے اس الزام کی نفی کی کہ قرآن، شعر یا رسول اللہ کا گھڑا ہوا کلام نہیں ہے، بلکہ یہ تو قرآن ہے جو انسانوں کی ہدایت اور ان میں سے زندہ دلوں کو ڈرانے کے لئے اتارا گیا ہے۔ (۵)

اسی طرح قرآن میں (شعراء) کی طرف درج ذیل آیت میں اشارہ کیا گیا ہے: ﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ ۔ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ﴾(۶) یعنی: ''یہ کسی شاعر کا قول نہیں (افسوس) تمہیں بہت کم یقین ہے۔ اور نہ کسی کاہن کا قول ہے، (افسوس) بہت کم نصیحت لے رہے ہو''۔

یہاں اس آیت کا اصل مقصد مشرکینِ مکہ وقریش کے ان الزامات کی تردید تھی، جو وہ حضورؐ پر لگاتے تھے، اور کہتے تھے کہ۔ نعوذ باللہ۔ آپؐ شاعر، ساحر، یا کاہن ہیں۔ اور یہ کہ آپؐ پر نازل ہونے والا کلام شعر ہے، جو شیطان کی طرف سے آپؐ کو پہنچا ہے۔ (۷)

دوسری آیت یہ ہے: ﴿بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ﴾(۸) یعنی ''اتنا نہیں بلکہ یہ تو کہتے ہیں کہ یہ قرآن پراگندہ خوابوں کا مجموعہ ہے بلکہ اس نے از خود اسے گھڑ لیا ہے بلکہ یہ شاعر ہے ورنہ ہمارے سامنے یہ کوئی ایسی نشانی لائے جیسے کہ اگلے پیغمبر بھیجے گئے تھے''۔

اس آیت میں قرآن، کفار کی حیرت، ان کے فکری ونفسیاتی انتشار، اور کسی بھی ایک الزام پر اتفاق کرنے سے عاجز آنے کی تصویر کشی کرتا ہے۔ وہ کبھی تو قرآن کو جھوٹا خواب، کبھی جادو، کبھی افتراء، اور کبھی اسے شعر کہتے ہیں۔

اسی طرح شعراء سے متعلق یہ قرآنی آیت بھی نازل ہوئی: ﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ۔ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ﴾(۹) یعنی '' شاعروں کی پیروی وہ کرتے ہیں جو بہکے ہوئے ہوں۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیاباں میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں''۔

یہ آیت اس فن (یعنی شعر) کے بارے میں قرآن کے موقف کی وضاحت کرتی ہے اور وہ یہ کہ قرآن فی نفسہ شعر کا مخالف نہیں، بلکہ وہ شعراء کے ایک خاص گروہ کا مخالف ہے، جو گمراہ ہے، گمراہی، برائی، گناہ، بداخلاقی، بدکرداری وغیرہ پر نہ صرف خود عمل پیرا ہے، بلکہ ان برائیوں کو دوسروں میں فروغ دینے کا سبب بنتا ہے۔

اسی وجہ سے ان آیات کے بعد اللہ عز وجل نے شعراء کے اس گروہ سے ان لوگوں کو مستثنی کر دیا، جو با

ایمان ہوں، نیک اعمال کرتے، اور اللہ کو خوب یاد کرتے ہوں۔ (۱۰)

چنانچہ فرمایا: ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيراً وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُون﴾ (۱۱) ترجمہ: ''سوئے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور بکثرت اللہ تعالی کا ذکر کیا اور اپنی مظلومی کے بعد انتقام لیا، جنھوں نے ظلم کیا وہ بھی ابھی جان لیں گے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں''۔

رسول کریمؐ اور شعر:

جب ہم احادیث نبویہ میں رسول اکرمؐ کا شعر وشعراء کے بارے میں مؤقف جاننے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں ایک مشکل سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور وہ یہ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے مختلف مواقع میں شعر کے بارے میں مختلف ردّعمل کا اظہار کیا۔ ہم پاتے ہیں کہ احادیث میں شعر کی مذمت بھی ہے اور مدح بھی، شعر کہنے سے روکا بھی گیا ہے اور اس پر تشویق بھی دلائی گئی ہے۔ اور کبھی تو بعد از ناقدانہ تجزیہ کے شعر کی اصلاح بھی کی گئی ہے، اس پر انعامات سے بھی نوازا گیا ہے، اور شعراء کو منبر نبوی پر بیٹھنے کا شرف بھی بخشا گیا۔

درج ذیل سطور میں حضور علیہ السلام کا شعر کے بارے میں مختلف ردّعمل کا مطالعہ کیا گیا ہے، تاکہ قرآن وحدیث میں وارد شدہ ذمِّ شعر کی تفسیر ممکن ہو سکے۔

عمومی مؤقف:

حضورؐ ایک ایسی قوم کی طرف مبعوث ہوئے جن کی رگ رگ میں شعر سمایا ہوا تھا۔ آپؐ عربوں پر شعر کا گہرا اثر خوب محسوس کرتے تھے۔ (۱۲) یہی وجہ ہے کہ آپؐ سے ان کے بارے میں یہ قول منسوب ہے:

''عرب شعر اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ اونٹ آواز نکالنا نہ چھوڑ دے''۔ (۱۳)

آپؐ جانتے تھے کہ شعر ایک فنی ملکہ ہے، جس کی بدولت آپؐ کی قوم نے شہرت پائی، اور جس نے آپؐ کی قوم کی نفوس واذواق میں عمیق اثر کر رکھا تھا۔ نیز یہ کہ شعر کا ایک حصہ ایسا بھی تھا جو نیک، ارفع، اور حق کے موافق تھا۔ (۱۴) اسی لئے آپؐ نے فرمایا: ''شعر، کلام کی طرح ہے۔ اچھا شعر اچھا کلام، جبکہ برا شعر برا کلام ہے''۔ (۱۵) نیز فرمایا: ''بے شک! شعر میں بھی حکمت ہوتی ہے''۔ (۱۶)

تاریخی، ادبی اور دینی مصادر سے ہم پر یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ آپؐ شعر سنا کرتے تھے، شعراء

کوشعر سنانے کے لئے کہتے، اوراچھے شعر پر عطیات بھی دیتے۔اسی طرح آپؐ کی مسجد، بلکہ آپؐ کے منبر پر بھی بیٹھ کر شعر پڑھے جاتے تھے۔[۱۷]

شعروشاعری پر سکوت:

جابر بن سمرۃ[۱۸] سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں حضورؐ کے ساتھ (۱۰۰) سے زیادہ مرتبہ بیٹھا۔ حضورؐ کے اصحاب باہم شعر پڑھتے اور جاہلیت کے امور کا ذکر کرتے، اور آپؐ خاموش رہتے، اور کبھی کبھی مسکرا بھی دیتے۔[۱۹]

سماعتِ شعر:

عمرو بن شرید[۲۰] اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں ایک دفع رسول اللہؐ کے ساتھ سواری پر سوار تھا کہ آپؐ نے پوچھا: 'کیا تمہارے پاس امیہ بن اَبی الصلت[۲۱] کی کچھ شاعری ہے؟'۔ میں نے کہا: ہاں۔ تو آپؐ نے فرمایا: 'لاؤ (اس کا کچھ کلام)'۔ تو میں نے اس کا ایک شعر آپؐ کو سنایا۔ (آپؐ نے) فرمایا: 'کچھ اور بھی ارشاد کرو'۔ تو میں نے ایک اور شعر سنایا۔ فرمایا: 'کچھ اور بھی'۔ یہاں تک کہ میں نے آپؐ کو اس کے (۱۰۰) شعر سنا دیئے۔ تو آپؐ نے فرمایا: قریب تھا کہ (امیہ) ایمان لے آتا۔[۲۲] ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے: قریب تھا کہ وہ اپنے شعر میں اسلام لے آتا۔[۲۳]

حوصلہ افزائی:

چند مزید روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ صحابہ کرام کو دینِ اسلام کے دفاع کے لئے شعر کہنے پر ابھارتے تھے۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا: 'بذریعۂ شعر (دشمنانِ اسلام کی) ہجو کرو۔ بے شک مؤمن اپنی جان ومال کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے (شعر کے ذریعہ کی گئی ہجو اعداءِ اسلام پر اتنی سخت ہے) جیسا کہ انھیں تیروں سے مارا جا رہا ہو'۔[۲۴]

کعب بن مالک[۲۵] سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہؐ سے کہا: 'اللہ تعالی نے شعر کے بارے میں جو نازل کرنا تھا، وہ نازل کر دیا'، تو آپؐ نے جواباً فرمایا: 'بے شک مؤمن اپنی جان ومال سے جہاد کرتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ شعر جس سے تم (دشمنانِ اسلام) کو

مارتے ہو یہ اس طرح ہیں جیسے تیروں کی بوچھاڑ'۔(۲۶)

حضرت عائشہؓ(۲۷) سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: قریش کی ہجو کرو، کیونکہ یہ ان پر تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ سخت ہے'۔ آپؐ نے عبداللہ ابن رواحہؓ(۲۸) کو بلایا، اور ان سے کہا: ان کی (یعنی قریش کی) ہجو کرو۔ تو عبداللہ ابن رواحہ نے ہجو کی، لیکن آپؐ مطمئن نہ ہوئے۔ تو آپؐ نے کعب بن مالکؓ اور پھر حسان بن ثابتؓ(۲۹) کو بلایا۔ جب حسان بن ثابت آئے تو انھوں نے کہا: وقت آ گیا ہے کہ تم لوگ دُم ہلاتے شیر کو دعوت دو، پھر اپنی زبان نکالی اور اسے ہلانے لگے۔ پھر رسول اللہؐ کو مخاطب کر کے فرمایا: 'قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں انھیں ایسے چیر پھاڑ ڈالوں گا جس طرح چمڑا چیرا پھاڑا جاتا ہے۔ حضورؐ نے حسان سے کہا: جلدی نہ کرو۔ ابوبکر (م۱۳ھ) قریش میں ان کے نسب کے بارے میں سب سے زیادہ واقف کار ہیں۔ میرا نسب بھی انھیں میں سے ہے، تاکہ ابوبکر تمہارے لئے میرا نسب ان کے نسب سے واضح کر دیں۔ پھر حضرت حسانؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے۔ جب واپس ہوئے تو حضورؐ کو خطاب کر کے فرمایا: یارسول اللہ! انھوں نے میرے لئے آپؐ کا نسب واضح کر دیا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا! میں حضورؐ کو ان سے ایسے الگ کروں گا جیسے بال گوندھے ہوئے آٹے سے الگ کیا جاتا ہے۔

(راوی نے کہا) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہؐ کو حسانؓ سے یہ فرماتے سنا: جب تک تم اللہ اور اس کے رسولؐ کا دفاع کرو گے، جبریل تمہاری مدد کرتے رہیں گے۔ نیز حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے سنا: حسان نے (قریش) کی ہجو کر کے مسلمانوں کو شفا دی اور کفار کو بیمار کر دیا۔۔۔(۳۰)

حضرت حسانؓ نے دفاعِ اسلام میں جو قصائد کہے ان میں سے ایک قصیدے کا شعر یہ تھا:

عدمنا خیلنا إن لم تروها   تثیر النقع، موعدها کداء (۳۱)

ترجمہ: ''ہمارے (یعنی مسلمانوں کے) گھوڑے زندہ سلامت نہ رہیں اگر تمہارا ان سے سامنا نہ ہو (اے دشمنانِ اسلام!) اور وہ مکہ کے اطراف میں کداء (نامی مقام میں ایک شدید معرکہ کے دوران) غبار اڑا رہے ہوں''۔

فتح مکہ کے دن حضورؐ نے لشکر سے کہا: 'گھوڑے وہیں سے داخل کرو، جہاں سے حسان نے (اپنے شعر میں) داخل ہونے کا کہا ہے۔ تو مسلمانوں نے گھوڑے فتح مکہ کے دن مکہ کداء کے دروازے سے داخل

کیئے۔(۳۲)

آپؐ نے یقیناً ایسا شعر و شعراء کی عزت افزائی کرتے ہوئے ہی کیا۔(۳۳)

شرفِ منبر و نوازشِ بردہ:

آپؐ کعب بن زہیرؓ(۳۴) کو اپنے منبر پر بٹھا کر شعر ارشاد کرنے کو کہتے۔ ایک مرتبہ جب کعب بن زہیرؓ آپؐ کے منبر پر بیٹھے اپنا مشہور قصیدہ (بانت سعاد) ارشاد فرما رہے تھے، تو آپؐ کو ان کی شاعری بہت پسند آئی، یہاں تک کہ آپؐ نے اپنی چادر اتار کر انھیں پہنا دی۔(۳۵)

متوجہ کرنا:

اسی طرح جب حضرت کعبؓ قصیدے کے اس شعر تک پہنچے:

إن الرسول لنور يستضاء به وصارم من سيوف الله مسلول(۳۶)

ترجمہ: "بے شک رسولؐ ایسے نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک سونتی ہوئی تلوار ہیں"۔

تو حضورؐ نے کعبؓ کے اس شعر کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے اشارہ فرمایا۔(۳۷)

پسندیدگی کا اظہار:

آپؐ نیک و پاک اغراض کو اپنانے والی شاعری پر بھی پسندیدگی کا اظہار کرتے، مثلاً پاکدامنی، عزتِ نفس، غیرت، بہادری، شجاعت، وغیرہ۔ آپؐ سے مروی ہے: 'سب سے سچی بات جو کسی عربی نے کہی ہے، تو وہ لبیدؓ(۳۸) کی بات ہے:

ألا كل شيء ما خلا الله باطل وكل نعيم، لا محالة، زائل(۳۹)

ترجمہ: "جان لو کہ ہر چیز سوائے اللہ تعالی کے باطل ہے۔ اور ہر نعمت کو خواہ مخواہ زائل ہو کر رہنا ہے"۔

اسی طرح آپؐ نے مشہور عربی شاعر عنترہ بن شداد(۴۰) کی تعریف کی اور اس کے اس شعر کو دہرایا:

ولقد أبيت على الطوى وأظله حتى أنال به كريم المأكل(۴۱)

ترجمہ: میں بھوکا رات گزارتا ہوں اور اسی طرح دن بھی، یہاں تک کہ میں عزت والا بے عیب کھانا نہ پالوں۔

ماضی کے کسی شاعر کو دیکھنے کی خواہش:

آپؐ سے روایت ہے، فرمایا: کسی اعرابی نے مجھے کسی ایسے شخص کا ایسا وصف بیان نہیں کیا کہ مجھے اس کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا ہو، سوائے عنترہ کے۔ (۴۲)

تعریف الٰہی:

حضورؐ نہ صرف خود اچھی شاعری پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے، بلکہ صحابہؓ کو خدائی پسند سے بھی باخبر کرتے۔ ایک مرتبہ جب کعبؓ نے یہ شعر کہا:

جاء ت سخينة كى تغالب ربها   وليغلبن مغالب الغلّاب (۴۳)

ترجمہ: ''قریش آئے تا کہ وہ اپنے رب پر غالب آئیں۔ غلبہ پانے والے پر غالب آنے والے ضرور مغلوب ہوں گے''۔

تو شعر سننے کے بعد آپؐ نے کہا: ''اے کعب! اللہ تعالی نے اس شعر پر تمہارا شکریہ ادا کیا ہے''۔ (۴۴)

جب کہ بعض مقامات پر یہ شعر حسان بن ثابتؓ کو منسوب کیا گیا ہے۔ (۴۵)

اِن من الشعر لحکمۃ:

آنحضرتؐ شاعری صرف لطف اندوز ہونے کے لئے نہ سنتے بلکہ آپ شاعری میں موجود پر حکمت باتوں سے متاثر بھی ہوتے۔ کسی غزوہ میں کوئی مسلمان شدید زخمی ہوئے اور ان کے زخم سے بکثرت خون بہنے لگا۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خون روکنے کے لئے کافور سے مرہم پٹی کرنے کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہؐ نے اس علاج کے مصدر کے بارے میں استفسار کیا، تو حضرت حسانؓ نے کسی شاعر کا یہ شعر سنایا:

فكرت ليلة وصلها فى صدّها   فجرت بقاى أَدْمُعِىْ كالعندم

فطفقت أمسح مُقْلَتِىْ فى نحرها   إِذْ عادة الكافور إمساك الدم (۴۶)

ترجمہ: '' محبوب سے وصال کی رات جب میں نے اس سے فراق کے بارے میں سوچا، تو میری آنکھوں کے بچے کچے آنسو اس طرح بہنے لگے جیسے عندم (دم الاخوین) سے بہتے ہیں۔ تو میں اس کے سینے سے اپنی آنکھیں پونچھنے لگا، کیونکہ عام طور پر کافور خون بند کرنے کا سبب بنتا ہے''۔

یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا: "إن من الشعر لحکمة"۔ (۴۷)

ناقدانہ ردّعمل:

رسولِ کریمؐ جنسِ شعر کے مخالف نہ تھے۔ آپؐ کا خیال تھا کہ شعر کو بری اغراض اور برے موضوعات سے پاک کر کے اچھا بنایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا آپؐ شعر شاعری پر مثبت تنقید بھی کرتے۔ چنانچہ نابغہؓ جعدی (۴۸) کے درج ذیل شعر کے جواب میں آپؐ کا ناقدانہ طرزِ عمل واضح ہوتا ہے:

أتیت رسول الله إذ جاء بالهدی ویتلو کتاباً کالمجرة نیرا

....

بلغنا السماء مجدُنا وجدودنا وإنا لنرجو فوق ذلك مظهرا

ترجمہ: ''جب اللہ کے رسول ہمارے پاس ہدایت لے کر آئے، تو ہم ان کے پاس آئے۔ وہ کہکشاں جیسی چمکتی کتاب تلاوت کرتے ہیں۔ .... ہماری شرافت اور آباؤ اجداد نے ہمیں آسمانوں تک پہنچا دیا ہے، اور ہم اس سے بھی اوپر کسی جائے ظہور کے پر امید ہیں''۔

تو آپؐ نے حضرت نابغہؓ کو ان کی کنیت سے پکارتے ہوئے کہا: ''اے ابولیلیٰ! کس طرف؟'' تو حضرت نابغہؓ نے جواب دیا: ''اے اللہ کے رسول! جنت کی طرف''، تو حضورؐ نے فرمایا: ''جنت کی طرف، إن شاء اللہ''۔ (۴۹)

سیرتِ ابن ہشام (۴۷ب) میں ہے کہ حضورؐ نے جب کعب بن مالکؓ کا یہ شعر سنا:

مجالدُنا عن جِذْمنا کلُّ فَخمةٍ مذربة فیها القوانس تلمع (۵۰)

ترجمہ: ''ہم اپنی اصل کی حفاظت کی خاطر ہر دھمکی دینے والے بڑے لشکر سے لڑتے ہیں، ایسا لشکر جس میں چمکتے سفید اسلحے والے سر ہوتے ہیں''۔

شعر سن کر آپؐ نے حضرت کعبؓ سے فرمایا: کیا ''مجالدُنا عن دیننا'' زیادہ بہتر نہیں ہوگا؟

کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں۔

تو رسول اللہؐ نے فرمایا: بلکہ یہی بہتر ہے۔ (۵۱)

اورادب کی بعض کتابوں میں تو یوں ہے کہ کعب بن مالک اس شعر کو دہرایا کرتے تھے اور اس بات پر فخر کرتے تھے کہ رسول اللہؐ نے ان کے علاوہ کسی اور کے شعر میں اس کی مدد نہیں کی۔ (۵۲)

متاثر ہونا:

اچھی شاعری آپؐ پر اثر انداز بھی ہوتی، مثلاً سیرت ابن ہشام میں ہے کہ رسولؐ نے قتیلہؓ بنت الحارث (۵۳) کو اپنے بھائی نضر بن الحارث (۵۴) پر روتے سنا، جو بدر میں قتل ہوئے تھے۔ حضرت قتیلہؓ اپنے غم کا اظہار ان اشعار کی صورت میں کر رہی تھیں:

هل يسمعني النضر إن ناديته　　　أم كيف يسمع ميت لا ينطلق

....

ترجمہ:

"۱۔ کیا اگر میں نضر کو پکاروں تو وہ مجھے سنے گا۔ وہ مجھے کیسے سنے گا جو بولتا نہیں۔

۲۔ اے محمدؐ! جو اپنی قوم میں سب سے زیادہ باعزت، کریم الاصل اور سخی مرد ہے۔

۳۔ تمہارا کیا جاتا جو تو اس پر احسان کرتا۔ اور اگر تو اس پر احسان کرتا تو شاید ایسے جوان پر احسان کرتا جو ناراض اور غضبناک تھا۔

۴۔ یا اگر تم فدیہ قبول کر لیتے تو ہم تمہارے پاس ایسا مال لاتے جو بیش قیمت اور مانگ والا ہوتا۔

۵۔ نضر تمہارے قیدیوں میں قرابت کے لحاظ سے تیرا سب سے زیادہ قریبی تھا، اور قیدیوں میں آزاد کئے جانے کا سب سے زیادہ مستحق تھا"۔

ان اشعار کا حضورؐ پر بہت گہرا اثر ہوا اور آپؐ نے فرمایا: "اگر یہ مجھے اس کے قتل سے پہلے پہنچتے تو ضرور میں اس پر احسان کرتا"۔ (۵۵)

معمولی تشبیب پر چشم پوشی:

نبی کریمؐ شعر میں مذکور معمولی غزلیہ کلام یا تشبیب کے بارے میں نرمی کا رویہ اختیار کرتے۔ تاہم ایسے غزلیہ کلام کو ایسا ہونا چاہیے جو صریح فحش تشبیہات پر مشتمل نہ ہوتا۔ مثلاً آپؐ کی موجودگی میں کعبؓ بن زہیر نے اپنا مشہور قصیدہ (بانت سعاد) پڑھا، جس کا مطلع یہ تھا:

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ۔۔۔ متیّم إثرها، لم یُجْزَ مکبول
وما سعاد، غداة البین إذ رحلوا ۔۔۔ إلا أغنُّ غضیضُ الطرفِ مکحول
تجلو عوارضَ ذی ظَلْم اذا ابتسمت ۔۔۔ کأنه مُنهَل بالراح معلول(۵۶)

ترجمہ:

۱۔ ''سعاد مجھ سے جدا ہوئی گئی اور اب میرا دل اس کے لئے بیمار ہے۔ میرا دل اس کی محبت کا ایسا اسیر ہو چکا ہے، کہ اسے سعاد کی محبت کی قید سے فدیہ دے کر بھی چھڑانے والا کوئی نہیں۔

۲۔ صبح فراق جب سعاد اور اس کے خاندان والوں نے کوچ کیا وہ ہرنی کی طرح تھی جس کی آواز میں ترنم، اور جس کی نگاہیں جھکی جھکی، سرمگیں تھیں۔

۳۔ جب سعاد مسکراتی ہے تو اس کے آب دار، چمکدار، باریک اور سفید دانت ایسے ہوتے ہیں، گویا ان دانتوں کو شراب میں بار بار تر کیا گیا ہو''۔

شاعر نے اپنے محبوب کے منہ کی لعل (پانی) کو شراب کے ساتھ تشبیہ دی، جسے آپؐ نے سنا اور نکیر نہیں کی۔(۵۷)

اغراض شعر کی تہذیب:

حضورؐ اپنے قول، فعل اور عمل کے ذریعے شاعری کے میدان میں مثبت پیش رفت کا سبب بنے۔ آپؐ نے مسلمانوں پر اس بات کو لازمی قرار دیا کہ وہ اپنے شعر میں بھی حق پر عمل پیرا ہوں، اور کافر دشمن کی ہجو کرتے ہوئے بھی حد سے نہ نکلیں۔ مثلاً اس کی ہجو کرتے ہوئے اس کے ماں، باپ اور قبیلے تک نہ پہنچ جائیں۔ آپ کا قول ہے: "(انتصروا، ولا تقولوا إلا حقاً، ولا تذکروا الآباء والأمهات) یعنی: بدلہ لو، لیکن صرف حق بات کہو، اور ماؤں باپوں کا ذکر نہ کرو)۔(۵۸)

اسی طرح آپؐ نے فرمایا:

"إن أعظم الناس عند الله فرية لرجل هاجى رجلاً فهجا القبيلةَ بأسرها............"

''لوگوں میں خدا کے نزدیک سب سے بڑا جھوٹا وہ شخص ہے جو اگر کسی آدمی کی ہجو کرے تو اس کے پورے قوم قبیلے کی ہجو کرنے لگے......''۔(۵۹)

آپؐ بری اغراض والی شاعری ناپسند فرماتے اور اس پر ناگواری کا اظہار کرتے، مثلاً ایسی شاعری جو قبائل کے تعصّبات بھڑکانے کا سبب ہو۔ اسی طرح ایسی ہجو جس سے باعزت شخص کی شرافت پر حرف آتا ہو، اس پر بھی آپؐ غصہ کا اظہار کرتے، مثلاً آپؐ نے فرمایا: "من أحدث هجاء في الإسلام فاقطعوا لسانه" یعنی "اسلام میں ہجو کرنے کا آغاز کرنے والے کی زبان کاٹ ڈالو"۔ (۶۰)

شعر کی مذمت میں وارد ہونے والے اقوال اور ان کا جواب:

شعر کی مذمت میں رسول اللہؐ سے متعدد اقوال منقول ہے۔ تاہم سطورِ بالا سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپؐ شعر کے فی نفسہ مخالف نہ تھے، اور نہ ہی آپؐ کے اس کی ذم میں واردشدہ اقوال شعر کے قبح لذاتہ کی وجہ سے ہیں، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو نہ تو آپؐ شعر سنتے، نہ اس کی حوصلہ افزائی کرتے، اور نہ اس کے کہنے والے کو اپنے منبر پر جگہ دیتے۔

اب آنحضورؐ کے ان چند اقوال کا جائزہ لیا جائے گا، جو شعر کی مذمت میں آئے ہیں:

جہاں تک حضورؐ کے اس قول کا تعلق ہے: "لأن يمتلئ جوف أحدكم قيحا خير له من أن يمتلئ شعراً" یعنی: "تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعر سے بھرا ہو"۔ (۶۱)

تو یہ ایک نامکمل حدیث ہے۔ پوری روایت جو تفصیلاً مسند احمد (۶۲) میں وارد ہوئی ہے، کچھ اس طرح ہے:

ابوسعید الخدریؓ (۶۳) سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہؐ کے ساتھ عرج (نامی مقام) میں سے گزر رہے تھے کہ اس دوران ایک شاعر نمودار ہوا، جو شعر پڑھ رہا تھا۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا: "پکڑو اس شیطان کو......تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعر سے بھرا ہو"۔ (۶۴)

ان دونوں روایتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ شاعر کوئی غیر مہذب رویہ اختیار کئے ہوئے تھا، کہ لوگوں کے راستہ میں حائل ہو کر ہجو کرنے لگا، یا فضول بکواس کرنے لگا ہوگا۔ جہاں تک اُس شعر کا تعلق ہے جو دین کی خدمت کرتا ہو، یا عقیدہ، یا اسلامی اقدار سے متصادم نہ ہو، تو وہ اس حدیث کے حکم میں داخل نہیں ہوتا۔ (۶۵)

اسی چیز کے بارے میں ابن رشیق القیروانی (۶۶) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: "مذکورہ حدیث میں وارد شدہ وعید دراصل اس شخص کے لئے ہے جس کے دل پر شعر غالب آگیا ہو، اور اس کے نفس پر چھا گیا ہو، یہاں تک کہ شعر و شاعری اسے دین اور اقامتِ فرائضِ دینیہ سے غافل کردے، اور اس کے اور ذکر اللہ و تلاوتِ قرآن

کے درمیان حائل ہو جائے"۔(۶۷)

یہی بات کچھ مختلف الفاظ میں قدامہ بن جعفر (۶۸) نے بھی کہی ہے: "(شعر کے بارے میں حدیث نبوی میں جو مذمت آئی ہے) اس سے جو سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ چیز جس نے پیٹ بھرا ہو وہ دیگر اجزاء کے لئے خالی جگہ نہ چھوڑے۔ اور نبی کریمؐ نے اس سے یہی مراد لیا ہے کہ شعر اس کے پیٹ میں کچھ اس طرح بھر جائے کہ اس میں ذکر، حفظِ قرآن، شریعت، احکام، اور حلال وحرام کے علم کے لئے کوئی جگہ خالی نہ بچے"۔(۶۹)

اس کی تائید اس بات سے ہو جاتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو جس باب کے ذیل میں ذکر کیا ہے اس کا عنوان یہ ہے: (باب اس کراہت کے بیان میں کہ انسان پر شعر اس طرح غالب آجائے کہ اسے ذکر اللہ، علم، اور قرآن سے روک دے)۔(۷۰)

مفسر قرطبیؒ (۷۱) اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے زیرِ بحث حدیث میں مذکورہ شاعر کے بارے میں ایسا اس لئے کہا ہوگا کہ شاید آپؐ کو اس کے بارے میں معلوم ہوا ہو کہ اس نے شعر کو کمائی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور وہ مدح میں اس وقت مبالغہ سے کام لیتا ہو جب اسے عطیات سے نوازا جاتا ہو، اور عطیات نہ دیئے جانے کی صورت میں ہجو و مذمت کرتا ہو، اور لوگوں کی ان کے مال وعزت میں اذیت کا سبب ہو۔ اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس کی حالت ایسی ہو چکی ہو تو اس کی شعر کے ذریعہ کی ہوئی کمائی حرام ہے۔ اس کا شاعرانہ کلام حرام ہے، اور ایسے کلام کا سننا بھی جائز نہیں، بلکہ اس کا رد کرنا لازم ہے۔(۷۲)

اس وضاحت سے معلوم ہوا چلتا ہے کہ اس حدیث سے شعر کی مذمت کے معنی اس وجہ سے نکلتے ہیں، کیونکہ حدیث کو اس کے سیاق وسباق سے نکال دیا گیا۔

اسی طرح امرؤ القیس (۷۳) کے بارے میں وارد شدہ وعید جو درج ذیل ہے: 'دنیا میں اس شخص کا بڑا ذکر ہے لیکن آخرت میں وہ نسیاً منسیا ہوگا۔ اُس دن اس کے پاس شاعروں کا جھنڈا ہوگا اور وہ انھیں جھنم میں لے اتارے گا'۔(۷۴)

تو یہ قول بھی خاص کافر شعراء کے بارے میں ہے۔ اور اس بات کی دلیل امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حسان بن ثابت، کعب بن زہیر اور ان جیسے وہ شعراء جو باایمان شعراء تھے، جو اپنی شاعری کے ذریعے حضور نبی کریمؐ کا دفاع کرتے، اور اپنی زبانوں اور ہاتھوں سے جہاد کرتے، وہ امرؤ القیس کے لئے بیان کی گئی

وعید کے زمرے میں داخل نہیں۔ (۷۵)

نیز یہ کہ امرؤالقیس کی شاعری نہ صرف اسلامی بلکہ جاہلی آداب کے بھی خلاف تھی۔ وہ برے کردار کا مالک شخص تھا، اور اپنے اسی کردار کی ترویج وہ اپنی شاعری کے ذریعے کر رہا تھا۔ اپنے اسی برے کردار اور بری شاعری کی وجہ سے اسے اس کے والد نے گھر سے نکال دیا تھا۔ (۷۶)

اسی طرح یہ روایات کہ: "لما نشأت بغضت إلي أوثان قريش وبغض إلي الشعر" یعنی "جب میں پرورش ہوئی تو مجھے قریش کے بت اور شعر مبغوض ہوگیا"۔ (۷۷) اور یہ روایت کہ "من قرض بيت شعر بعد العشاء الآخرة، لم تقبل له صلاة تلك الليلة"۔ یعنی "جس نے عشاء کی نماز کے بعد ایک شعر بھی گھڑا، تو اُس کی اس رات کی کوئی نماز قبول نہیں ہوگی"۔ (۷۸)

تو ممکن ہے کہ پہلی حدیث سے مراد شرکیہ، رذائل اور برائی کی طرف دعوت دینے والی شاعری ہو۔ جبکہ دوسری حدیث میں بھی یہ امکان موجود ہے کہ یہ بات آپؐ نے کسی خاص موقع پر کسی ایسے شخص کے بارے میں کہی ہو جو ذکر اللہ و آخرت سے غافل ہو کر ان ہی کاموں میں مشغول ہو۔ کیونکہ شعر کی دیگر اصناف اور ان کے بارے میں آپؐ کے مثبت مؤقف کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے پاس آپؐ کے ان یا ان جیسے اقوال کی یہی ایک ممکنہ تاویل وتشریح ہے۔

نتائج:

۱۔ یقیناً قرآن میں شعر و شعراء کی مذمت وارد ہوئی ہے، تاہم یہ مذمت جزوی ہے۔ اس مذمت سے اس شعر و شعراء کو مستثنیٰ کیا گیا ہے جو باایمان ہوں، نیک عمل، اور اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرنے والے ہوں۔

۲۔ اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی وارد شدہ مذمتِ شعر جزوی اور مشروط ہے۔ اور آپؐ نے اپنے قول، فعل اور رضامندانہ سکوت سے نہ صرف جوازِ شعر، بلکہ اس کی ضرورت پر زور دیا۔

۳۔ آپؐ نے اچھے شعر سنے چاہے وہ اعداءِ اسلام (امیہ بن ابی الصلت) جیسے لوگوں کے ہی کیوں نہ ہوں، اور ان کے کلام کی تعریف بھی کی۔ نیز ان کے اچھے کلام کو ان کی بری شخصیت سے الگ کر کے دیکھا۔

۴۔ شاعری کو آپؐ نے نیک مقاصد کے لئے بطور ہتھیار استعمال کیا۔

۵۔ آپؐ نے مقاصد و اغراض شعر کی اصلاح بھی کی۔ آپؐ نے بتایا کہ دشمن چاہے کیسی ہی بری ہجو کیوں

نہ کرے، مسلمان نے اس کے باوجود حد سے نہیں نکلنا۔ نیز بتایا کہ ہمیں دشمن کی ہجو کرنے کی اجازت تو ہے، لیکن ایسی ہجو جو سچی ہو، نہ کہ ایسی ہجو جس سے ہم دشمن کے ماں باپ اور سارے قوم قبیلے تک پہنچ جائیں۔

۶۔ آپؐ شعر پر اصلاحانہ تنقید بھی کرتے۔ اسی طرح سرسری وغیر مضر تشبیب پر چشم پوشی فرماتے۔

۷۔ آپؐ نے یہ بھی بتایا کہ اچھے شعر کو خدا بھی پسند کرتا ہے۔

۸۔ حضورؐ نہ صرف نیک مقاصد کے لئے شعر کہنے پر ابھارتے، بلکہ اچھی شاعری کرنے والے کو اپنی طرف سے نوازتے، اور عزت کا مقام دیتے۔

خلاصۂ کلام:

شعر فی ذاتہ بری چیز نہیں۔ اس کا استعمال ہی اسے اچھا یا برا بناتا ہے، اسی طرح جس طرح نثر کا استعمال نثر کو اچھا یا برا بناتا ہے۔

حوالہ جات

۱ عباس الجراری، من أدب الدعوۃ الإسلامیۃ، ط۲: ۱۹۸۱ء، دار الثقافۃ، المغرب، ص ۱۹۔۲۰

۲ محمد فؤاد عبد الباقی، المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الكريم، ١٣٦٤ھ، دار الكتب المصرية، القاهرة، مادة: شعر

۳ سورۂ یس: ٦٩

۴ حبیب یوسف مغنیۃ، الأدب العربي (من ظهور الإسلام إلى نهاية العصر الراشدي)، ط۱: ۲۰۰۲ھ، دار ومکتبۃ الہلال، بیروت، لبنان، ص ۷۵

۵ الأدب العربي من ظہور الإسلام إلی نہایۃ العصر الراشدی، ص ٦٧؛ محمد بن جریر الطبری، تفسیر الطبری، تحقیق: أحمد محمد شاکر، ط۱: ۲۰۰۰ء، مؤسسۃ الرسالۃ، ۲۰/ ۵۴۹

٦ سورۃ الحاقۃ: آیۃ ۴۱۔۴۲

۷ محمد بن أحمد القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، تحقیق: ہشام سمیر بخاری، ط۲۰۰۳م، دار عالم الکتب،

الریاض،۱۱/ ۲۳۹

۸ الأنبیاء: آیة ۵؛ وضاحت کے لئے دیکھیں: تفسیر القرطبی،۱۱/ ۲۳۹

۹ الشعراء: آیة ۲۲۴-۲۲۶

۱۰ عبدالرحمٰن رافت الباشا، نحو مذھب إسلامی فی الأدب والنقد، دار البردی للنشر والتوزیع، السعودیة، (د۔ط۔ت)، ص ۱۸۔۲۰

۱۱ الشعراء: ۲۲۷

۱۲ الأدب العربی من ظھور الإسلام إلی نھایة العصر الراشدی، ص ۷۷

۱۳ محمد الغزالی، إحیاء علوم الدین، دار المعرفة، بیروت، ۳/ ۱۲۷

۱۴ یحیی الجبّوری، شعر المخضرمین وأثر الإسلام فیہ، ط۴: ۱۴۱۴ھ، مؤسسة الرسالة، بیروت، ص ۴۳

۱۵ علی بن حسام الدین المتقی الھندی، (د۔ت): کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، ۱۹۷۹م، مؤسسة الرسالة، بیروت، رقم الحدیث: ۷۹۷۶

۱۶ محمد بن إسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، ط۳: ۱۴۰۷ھ، ط۱: ۱۴۲۲ھ، دار ابن کثیر، بیروت، کتاب الأدب، باب ماجاء فی الشعر، رقم الحدیث: ۴۳۵۷

۱۷ قدامة بن جعفر، نقد النثر، تحقیق: طہٰ حسین، وعبد الحمید العبادی، مطبعة مصر، ط۴: ۱۹۳۸م، القاھرة، مصر، ص ۷۷

۲۰ عمرو بن شرید: حجاز سے تعلق رکھنے والے تابعی، ثقہ رواۃ میں سے تھے۔ آپ کے والد (شرید) صحابی تھے۔ (احمد بن عبداللہ العجلی، معرفة الثقات، تحقیق: عبدالعلیم عبدالعظیم البستوی، ط۱: ۱۴۰۵ھ، مکتبة الدار، المدینة المنورة، ۱/ ۱۷۷)

۲۱ امیہ بن عبداللہ أبی الصلت الثقفی (م ۵ھ) جاہلی شاعر، حکمت والی شاعری تھی۔ طائف سے تعلق تھا۔ قدیم کتابوں سے واقف تھے۔ جاہلی دور سے ہی شرک وشراب ترک کی دی تھی۔ قرآن سنا اور قریش کو آپؐ کا برحق ہو بتایا۔ بدر میں اپنے دو خالہ زاد بیٹوں کے قتل ہونے کی وجہ سے اسلام سے بد دل ہوئے، اور اسلام قبول نہ کیا۔ (ابن خلکان، وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان، تحقیق: إحسان عباس، ط۲: ۱۳۶۴ھ، دار الفکر، القاھرة، ۱/ ۸۰)

۲۲ أحمد بن حنبل أبو عبد الله الشیبانی، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (د۔ط۔ت)، مؤسسۃ قرطبۃ، القاہرۃ، مسند الکوفیین، حدیث الشرید بن السوید، رقم الحدیث: ۱۹۴۸۲

۲۳ مسلم بن حجاج القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، تحقیق وتعلیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، کتاب الأدب، باب، رقم الحدیث: ۴۱۸۵

۲۴ أحمد بن حنبل، مسند أحمد، تحقیق: شعیب أرنووط وآخرون، ط۱: ۲۰۰۱ء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، مسند المکیین، مسند کعب بن مالک الأنصاری، رقم الحدیث: ۵۲۳۵

۲۵ کعب بن مالک الأنصاری الخزرجی: صحابی، اور اکابر شعراء میں سے ایک نبیؐ کے شاعر، اکثر غزوات میں شرکت کی۔ (۷۷) سال کی عمر میں وفات پائی۔ شعری دیوان چھوڑا۔
(تحقیق: علی محمد البجاوی، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ط۱: ۱۴۱۲ھ، دار الجیل، بیروت، ت۷۴۳۳)

۲۷ عائشہ بنت أبی بکر (۹ ق ھ۔۵۸ھ): مسلمان عورتوں میں سب سے عقلمند اور دین وادب میں علم والی، امہات المؤمنین میں سے حضورؐ کو سب سے زیادہ محبوب، اور سب سے زیادہ احادیث کی روایت کرنے والی عورت۔ (الإصابۃ، کتاب النساء، ت۷۰۱؛ خیر الدین الزرکلی، الأعلام، ط۵: ۲۰۰۲ء، دار العلم للملایین، بیروت، ۳/۲۴۰)

۲۸ عبداللہ بن رواحۃ الأنصاری الخزرجی (م۸ھ): صحابی، اور امراء وشعراء میں سے ایک۔ آپ زمانۂ جاہلیت میں لکھنا جانتے تھے۔ بیعتِ عقبہ میں (۷۰) انصاروں میں سے آپ بھی ایک تھے۔ غزوۂ بدر، خندق، اور حدیبیہ میں شرکت کی۔ غزوۂ موتہ میں شہادت نصیب ہوئی۔ (الأعلام، ۴/۸۶)

۲۹ حسان بن ثابت: صحابیِ رسول، پیدائش یثرب میں ہوئی، مخضرم شعراء میں سے تھے۔ شاعر النبیؐ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ شعری دیوان بھی ہے۔ (الإصابۃ، ۱/۳۲۶)

۳۰ مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل حسان بن ثابت، رقم الحدیث: ۴۵۴۵

۳۱ دیوان حسان بن ثابت، دار صادر، بیروت، ۱۹۶۱ء

۳۲ إسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایۃ والنهایۃ، تحقیق: علی شیری، دار إحیاء التراث العربی، ط۱: ۱۴۰۸ھ، ۲/۳۱۹

۳۳ صالح آدم بیلو، من قضایا الأدب الإسلامی، ط۱: ۱۴۰۵ھ، دار المنارۃ للنشر، جدہ، ص۲۵

۳۴ کعب بن زہیر (م ۲۶ھ) : نجد سے تعلق رکھنے والے بلند طبقہ شاعر، جاہلیت میں بھی مشہور تھے۔ابتداء حضورؐ اور مسلمانوں کی ہجو کی، لیکن بعد میں اسلام قبول کیا، اور حضورؐ کی مدح میں اپنا مشہور قصیدہ لکھا۔جس کی وجہ سے آپؐ نے انھیں معاف کردیا، اور اپنی چادر سے نوازا۔
(الأعلام، ۵/۲۲۶)

۳۵ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، دارصادر، بیروت، ۱۹۶۰ء، ۲/۱۸۹

۳۶ کعب بن زہیر، دیوان کعب بن زہیر، تحقیق: علی فاعور، ط۱: ۱۴۰۷ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص ۶۷

۳۷ نقد النثر، ص ۷۸

۱۸ جابر بن سمرۃ: (۷۴ھ): صحابی، بنوزہرہ کے حلیف۔آپ کے والد بھی صحابی تھے۔کوفی آئے اور یہاں گھر بنایا، اور یہیں وفات پائی۔احادیث کی کتابوں میں آپ سے مروی احادیث کی تعداد ۱۴۶ ہے۔(البدایۃ والنہایۃ، ۹/۹۳۔۹۵؛ ابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، ط۱: ۱۴۰۴ھ، دار الفکر، بیروت، ۲/ ۳۸؛ شمس الدین الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، طبعۃ الہند: ۱۳۵۷ھ، الہند، ۱/ ۶۷)

۱۹ أبی عیسی الترمذی، سنن الترمذی، تحقیق: أحمد محمد شاکر، دار احیاء التراث العربی، بیروت کتاب الأدب عن رسول اللہ، باب ماجاء فی إنشاء الشعر، رقم الحدیث: ۲۷۷۷

۲۶ حسن بن مسعود البغوی، شرح السنۃ، تحقیق: شعیب الأرنؤوط، ومحمد زہیر، ط۲: ۱۴۰۳ھ، المکتب الإسلامی، بیروت؛ مسند أحمد، مسند القبائل، حدیث کعب بن مالک، رقم الحدیث: ۲۷۲۱۸

۳۸ لبید (م ۴۱ھ): لبید بن ربیعۃ بن مالک العامری: عصر جاہلی کے سات عظیم شعراء میں سے ایک، اور فرسان واشراف میں سے۔قبول اسلام کے بعد شعر کہنا چھوڑ دیا۔کوفہ میں زندگی گزاری اور لمبی عمر پائی۔آپ کا ایک قصیدہ عربوں کے سات عظیم قصیدوں میں سے ایک تصور کیا جاتا ہے، جس کا جرمن زبان میں ترجمہ ہوچکا ہے۔(الأعلام، ۵/۲۴۰)

۳۹ لبید بن ربیعۃ، دیوان لبید، ط۱: ۱۹۸۷ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/۳۷

۴۰ عنترۃ بن شداد العبسی النجدی: عصر جاہلی کے مشہور شہسوار، اور شعراء کے طبقۂ اولی سے تعلق رکھنے والے۔آپ کی والدہ حبشیہ تھیں، جن کی رنگت آپ میں سرائیت کرگئی تھی۔آپ اپنی بہادری و

خودداری، حلم و اخلاق اور رقت شعر کی وجہ سے مشہور ہیں۔ عربوں کی مشہور جنگ داحس وغبراء میں آپ موجود تھے۔ لمبی عمر پائی۔ آپ کی طرف ایک شعری دیوان منسوب ہے۔
(أبو الفرج الأصفهاني، الأغاني، تحقيق: سمير جابر، ط۲: (دت)، دار الفكر، بيروت، ۸/ ۲۳۷)

۴۱ القرشي، جمهرة أشعار العرب، تحقيق: علي محمد البجاوي، ط۱: ۱۹۶۷ء، مطبعة لجنة البيان العربي، مصر، ۱/ ۴۹

۴۲ الاغانی، ۲/ ۳۹۱؛ تفسیر قرطبی، ۱۳/ ۱۳۷

۴۳ عبد القادر بن عمر البغدادي، خزانة الأدب، تحقيق وشرح: عبد السلام محمد هارون، (د۔ط۔ت)، مكتبة الخانجي، القاهرة، دار الرفاعي، الرياض، ۱/ ۳۹۹

۴۴ محمد بن أحمد الحنبلي، غذاء الألباب شرح منظومة الآداب، ط۲: ۲۰۰۲ء، دار الكتب العلمية، بيروت، تحقيق: محمد عبد العزيز الخالدي، ص ۱۴۷

۴۵ غذاء الألباب، ص ۱۴۷

۴۶ ابن رشيق القيرواني الأزدي، ديوان ابن رشيق، (د۔ط۔ت)، دار الفكر، بيروت، ۱/ ۱۱۹

۴۷ من أدب الدعوة الإسلامية، ص ۲۳

۴۸ نابغہ الجعدی (م ۵۰ھ): آپ کا نام قیس بن عبداللہ بن عدس الجعدی العامری ہے۔ صحابی اور انتہائی تیز زباں شاعر ہیں۔ طویل عمر پانے والوں میں سے تھے۔ جاہلیت میں مشہور ہوئے، اور نابغہ کا لقب پایا، کیونکہ آپ (۳۰) سال تک ٹھیک طرح شعر نہیں کہہ سکتے تھے، اور پھر اس میدان میں نبوغ کیا۔ عصر جاہلی شرک و شراب چھوڑ چکے تھے۔ (الأعلام، ۵/ ۲۰۷)

۴۹ أحمد الهاشمي، جواهر الأدب، مكتبة المشكاة الإسلامية، ۱/ ۳۲۷

۵۰ ابن ہشام: عبد الملک بن ہشام (م ۲۱۳ھ): تاریخ داں، اور انساب عرب، لغت، اور اخبارِ عرب کا بہت بڑا عالم۔ آپ کی پیدائش ونشأت بصرہ، جبکہ وفات مصر میں ہوئی۔ آپ کی سب سے اہم کتاب (السيرة النبوية) المعروف بہ (سیرتِ ابنِ ہشام) ہے۔ (وفيات الأعيان، ۱/ ۲۹۰؛ الأعلام، ۴/ ۱۶۶)

۵۱ ابن هشام، السيرة النبوية، تحقيق: مصطفى السقا والأبياري وعبد الحفيظ، مكتبة مصطفى الحلبي، ۱۳۵۵ھ، كتاب غزوة احد، باب شعر كعب بن مالك، ۴/ ۸۸

۵۲ المبرد، الفاضل، تحقيق: عبد العزيز الميمني، ط۱: ۱۹۷۵ء، الهيئة المصرية العامة للكتاب، مصر، كتاب

فضل الشعر، باب منہ، ص۴

۵۳ قتیلۃ بنت نضر بن حارث (م۲۰ھ): قریشی شاعرہ، اور شاعرات میں سے پہلے طبقے سے تعلق رکھنے والی۔ آپ کے والد (نضر) غزوۂ بدر میں قید ہوئے، اور قتل کئے گئے۔ اس واقعے سے آپ بہت رنجیدہ ہوئیں اور مرثیہ کہا۔ نضر کے بعد آپؐ نے قریش کے قیدیوں کے قتل سے منع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں، اور حدیث روایت کی۔ بعض مؤرخین نے آپ کو نضر کی بہن ذکر کیا ہے۔ (الأعلام، ۱۹۰/۵)

۵۴ نضر بن حارث (م۲ھ): قریش کے بہادروں اور ناموروں لوگوں، اور ایرانیوں و دیگر کتبِ تاریخ سے باخبر، بدر میں مشرکین کی طرف سے جھنڈا اٹھانے، اور رسول اللہؐ کو سخت اذیت دینے والے۔ بدر میں قید ہوئے اور قتل کئے گئے۔ (الأعلام، ۳۳/۸)

۵۵ سیرۃ ابن ہشام، کتاب غزوۃ بدر الکبری، باب شعر قتیلۃ بنت الحارث، ۳/ ۳۰۸

۵۶ کعب بن زہیر، دیوان کعب، تحقیق وشرح وتقدیم: الأستاذ علی الفاعور، ط۱: ۱۹۸۷ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص۶۰-۶۱

۵۷ تفسیر قرطبی، سورۃ الشعراء، آیۃ ۲۲۴

۵۸ أیضاً

۵۹ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، (د-ط-ت)، دار الفکر، بیروت، کتاب الأدب، باب ما کرہ من الشعر، رقم الحدیث: ۳۷۵۱

۶۰ تفسیر قرطبی، ۱۳/ ۱۳۷

۶۱ بخاری، کتاب الأدب، باب ما یکرہ أن یکون الغالب علی الإنسان الشعر حتی یصدکم عن ذکر اللہ والعلم والقرآن، رقم الحدیث: ۵۶۸۸

۶۲ أحمد بن حنبل (۱۶۴ھ-۲۴۱ھ): أحمد بن محمد بن حنبل الشیبانی: حنبلی مذہب کے امام۔ (مرو) سے تعلق تھا، اور آپ کے والد سرخس کے والی تھے۔ پیدائش بغداد میں ہوئی۔ اور بچپن ہی سے علم سے محبت ہوگئی، جس کی طلب میں کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام، مراکش، الجزائر، عراقین، فارس، خراسان وغیرہ ممالک کا سفر کیا۔ آپ کی اہم تصانیف میں سے (مسند أحمد) ہے، جو (۳۰) ہزار سے

زائد احادیث پر مشتمل کتاب ہے۔(الأعلام،۱/۲۰۳)

۶۳ أبو سعید الخدری (۱۰ ق ھ-۷۴ھ): سعد بن مالک الأنصاری الخزرجی: صحابی، اور حضورؐ کے قریبی ساتھیوں میں سے۔ (۱۲) غزوات میں شرکت کی۔ (۱۱۷۰) احادیث روایت کیں۔ مدینہ میں وفات ہوئی۔(الأعلام،۲/ ۸۷)

۶۴ مسند أحمد، باقی مسند المکثرین، مسند أبی سعید الخدری، رقم الحدیث:۱۰۶۳۵

۶۵ من قضایا الأدب الإسلامی،ص۳۲

۶۶ حسن بن رشیق القیروانی (م۴۶۳ھ): أدیب، ناقد، اور محقق۔آپ کے والد أزد کے موالیوں میں سے تھے۔آپ علم کی طرف مائل ہوئے، اور شعر کہنے لگے۔ قیروان گئے اور اس کے بادشاہ کی مدح کی اور شہرت پائی۔ وہاں فتنہ پھوٹنا کی وجہ سے سسلی چلے گئے اور وہیں قیام کیا، یہاں تک کہ وفات پائی۔آپ کی اہم کتب میں سے (العمدۃ) ہے۔
(وفیات الأعیان،۱/۱۳۳؛ إنباہ الرواۃ،۱/ ۲۹۸)

۶۷ ابن رشیق القیروانی، العمدۃ فی محاسن الشعر وآدابہ ونقدہ، تحقیق: محمد محی الدین، ط۳: ۱۹۶۳ء، مطبعۃ السعادۃ، مصر،۱/۱۲

۶۸ قدامہ بن جعفر بن البغدادی، أبو الفرج (م۳۳۷ھ): کاتب، متقدمین میں سے فصیح وبلیغ شخصیت، اور علم منطق وفلسفہ کے ماہر۔عباسی خلیفہ مکتفی باللہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، اور بغداد میں وفات پائی۔ فصاحت وبلاغت میں ضرب المثل تھے۔متعدد اہم کتابوں کے مصنف ہیں، مثلاً: (نقد الشعر)، (نقد النثر)، وغیرہ۔(الأعلام،۵/۱۹۱)

۶۹ نقد النثر،ص۷۸-۷۹

۷۰ البخاری، کتاب الأدب، باب ما یکرہ أن یکون الغالب علی الإنسان الشعر حتی یصدکم عن ذکر اللہ والعلم والقرآن، رقم الحدیث:۵۶۸۸

۷۱ مفسر قرطبی: محمد بن أحمد بن أبی بکر الخزرجی القرطبی (م۶۷۱ھ): نہایت متقی، عبادت گزار، اور کبار مفسرین میں سے تھے۔علم کی طلب میں مشرق کی سفر کیا اور مصر میں وفات پائی۔آپ کی اہم تالیفات میں سے جلیل القدر تفسیر (الجامع لأحکام القرآن) ہے، جو تفسیر قرطبی کے نام سے مشہور ہے۔

(أحمد بن محمد المقری، نفح الطیب فی غصن الأندلس الرطیب، تحقیق: اِحسان عباس، دار الکتاب العربی، (د۔ط): ۱۹۴۹ء، بیروت، ۱/ ۴۲۸)

۷۲ تفسیر قرطبی، ۱۳/ ۱۳۷

۷۳ امرؤ القیس (تقریباً ۱۳۰ق ھ۔۸۰ق ھ): امرؤ القیس بن حجر الحارث الکندی: عربوں کے سب سے مشہور شاعر، اور اصلاً یمن سے تعلق تھا۔ پیدائش نجد یا یمن میں ہوئی۔ آپ کے والد أسد اور غطفان قبیلے کے سردار تھے۔ آپ کے والد نے آپ کی بدکرداری اور برے لوگوں سے معاشرت کی وجہ سے خود سے دور کرلیا۔ والد کے قتل کے بعد قاتلوں سے بدلہ سے بدلہ لیا۔ لیکن دوائرِ زمانہ آپ کو أنقرہ لے گئے، جہاں آپ کی وفات ہوئی۔ (الأعلام، ۲/ ۱۲)

۷۴ عبد الرؤوف المناوی، فیض القدیر، ط ۱: ۱۳۵۶ھ، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر، ۱/ ۱۸۶؛ نور الدین الہیثمی، مجمع الزوائد، (د۔ط): ۱۴۱۲ھ، دار الفکر، بیروت، کتاب الإیمان، باب فی أہل الجاہلیۃ، ۱/ ۳۱۸، رقم الحدیث: ۴۱۷

۷۵ نقد النثر، ص ۷۸

۷۶ حسن الزیات، تاریخ الأدب العربی، (د۔ط۔ت)، دار نشر الکتب الإسلامیۃ، لاہور، ص ۳۲

۷۷ محمد بن جریر الطبری، تاریخ الأمم والملوک، ط ۱: ۱۴۰۷ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/ ۴۵۶

۷۸ مسند أحمد، مسند الشامیین، حدیث شداد بن أوس، ۲۸/ ۳۵۷